صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی باہم محبت

ماخوذ: فضائل صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردِ مومن، مردِ حق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

www.muftiakhtarrazakhan.com

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما　　نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

صحابہ واہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی باہم محبت

ماخوذ: فضائل صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم

از افادات

مخدومِ اہلسنت، آبروئے سنیت، خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مردمومن، مردحق

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی نوری علیہ الرحمہ

آن لائن پیشکش

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

صحابہ واہلِ بیت کی باہم محبت

بعض لوگ اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی شان اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کی مخاصمت اور لڑائی تھی یونہی اس کے بالعکس بعض لوگ شانِ صحابہ اسی انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کے درمیان بیحد محبت تھی۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی فضیلت پر احادیث بیان کرتے ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسولُ اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرماتی ہیں، اُن کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ (ترمذی)

اسی طرح جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، اُن کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ (بخاری)

اگر خدانخواستہ انکے درمیان کوئی مخاصمت یا رنجش ہوتی تو وہ ایسی احادیث بیان نہ کرتے۔ ایسی کئی احادیث اس کتاب میں پہلے بیان ہوچکی ہیں، مزید چند احادیث سپردِ

قلم وقرطاس ہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وسیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہم محبت:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کس قدر محبت تھی، اس کا اندازہ اس حدیث پاک سے کیجیے۔قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پلِ صراط پر سے صرف وہی گزر کر جنت میں جائے گا جس کو علی وہاں سے گزرنے کا پروانہ دیں گے''۔

اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور فرمایا، ''اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو۔ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ (اے علی!) پلِ صراط پر سے گزرنے کا پروانہ صرف اُسی کو دینا جس کے دل میں ابوبکر کی محبت ہو''۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ج۲:۱۵۵ مطبوعہ مصر)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک دن مشرکین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ ''میرا رب صرف اللہ ہے''۔ یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔

پھر فرمایا، اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آلِ فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اچھے

تھے؟ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا، لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۰۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ اُن کی یہ حالت دیکھ کر بیساختہ میری زبان سے نکلا، کوئی صحیفہ والا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ کپڑا اوڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۲۲، ابن عساکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضور منتظر رہے کہ دیکھیں کون ان کے لیے جگہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی جگہ سے اُٹھ گئے اور فرمایا، اے ابوالحسن! یہاں تشریف لے آیئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس پر آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور آپ نے فرمایا، ''اہلِ فضل کی فضیلت کو صاحبِ فضل ہی جانتا ہے''۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھی تعظیم کیا کرتے۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۶۹)

ایک روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما تھے کہ اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ آ گئے جو کہ اسوقت بہت کم عمر تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میرے بابا جان کے منبر سے نیچے اتر آیئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''تم سچ کہتے ہو۔ یہ تمہارے بابا

جان ہی کا منبر ہے"۔ یہ فرما کر آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور اشکبار ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ سچ کہتے ہیں، میں آپ کے متعلق غلط گمان نہیں کرتا۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۴۷، الصواعق: ۲۶۹)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف دیکھا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا، میں نے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۶۹)

ایک روز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر لوگوں سے فرمایا، جو کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی لوگوں میں سے عظیم المرتبت، قرابت کے لحاظ سے قریب تر، افضل اور عظیم تر حق کے حامل شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہے وہ اس آنے والے کو دیکھ لے۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۷۰، دارقطنی)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ بہادر ہونے سے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد پہلے تحریر ہو چکا، اگر انکے مابین کسی قسم کی رنجش ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ احادیث مبارکہ ان کی باہم محبت کی واضح مثالیں ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ و سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی باہم محبت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں مدائن کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں مالِ غنیمت جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ

تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار درہم نذر کیے۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں بھی ایک ہزار درہم پیش کیے۔ پھر آپ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں پانچ سو درہم دیے۔ انہوں نے عرض کی، اے امیرالمؤمنین! جب میں عہدِ رسالت میں جہاد کیا کرتا تھا اس وقت حسن و حسین بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ جبکہ آپ نے اُنہیں ہزار ہزار اور مجھے پانچ سو درہم دیے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم عمر کے بیٹے ہو جبکہ انکے والد علی المرتضیٰ، والدہ فاطمۃ الزہرا، نانا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی اُم ہانی، ماموں ابراہیم بن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خالہ رقیہ واُم کلثوم وزینب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہیں رضی اللہ عنہم۔ اگر تمہیں ایسی فضیلت ملتی تو تم ہزار درہم کا مطالبہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

جب اس واقعہ کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''عمر اہلِ جنت کے چراغ ہیں''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بعض صحابہ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دریافت کیا، اے علی! کیا تم نے سنا ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اہلِ جنت کا چراغ فرمایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں! میں نے خود سنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے علی! میری خواہش ہے کہ آپ یہ حدیث میرے لیے تحریر کر دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث لکھی،

''یہ وہ بات ہے جس کے ضامن علی بن ابی طالب ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُن سے جبریل علیہ السلام نے، اُن سے اللہ تعالیٰ نے کہ:

اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

عمر بن خطاب اہلِ جنت کے چراغ ہیں‘‘۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لی اور وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہوتو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔ (ازالۃ الخفاء، الریاض النضرۃ ج۱:۲۸۲)

اگران کے مابین کسی قسم کی مخاصمت ہوتی تو کیا یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی فضیلت بیان فرماتے؟ یہ واقعہ ان کی باہم محبت کی بہت عمدہ دلیل ہے۔

دارقطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھی جس کا انہوں نے جواب دیا۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابوالحسن! میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں میں رہوں جن میں آپ نہ ہوں۔ (الصواعق المحرقۃ: ۲۷۲)

اسی طرح جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ’’اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔ اے اللہ! اس سے دوستی رکھ جو اِن سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو اِن سے دشمنی رکھے‘‘۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن سے ملے تو فرمایا، اے ابنِ ابوطالب! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہر صبح و شام ہر ایمان والے مرد و عورت کے دوست ہیں۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ)

دارقطنی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ دو بدو کسی جھگڑے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انکا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک بولا، یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا، تیرا

براہو۔ تجھے علم ہے کہ یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے آقا ہیں اور جس کے یہ آقا نہیں وہ مومن ہی نہیں۔(الصواعق المحرقۃ:۲۷۲)

اس واقعہ سے بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امورِ سلطنت کے وقت کسی سے نہیں ملتے تھے۔آپکے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اجازت طلب کی تو نہیں ملی۔اس دوران امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ملاقات کے لیے آ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی اجازت نہیں ملے گی۔یہ سوچ کر واپس جانے لگے۔

کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی تو آپ نے فرمایا، انہیں میرے پاس لاؤ۔جب وہ آئے تو فرمایا، آپ نے آنے کی خبر کیوں نہ کی؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے سوچا، جب بیٹے کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہیں ملے گی۔

آپ نے فرمایا، وہ عمر کا بیٹا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں اس لیے آپ اجازت کے زیادہ حقدار ہیں۔عمر رضی اللہ عنہ کو جو عزت ملی ہے وہ اللہ کے بعد اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلبیت کے ذریعے ملی ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ آئندہ جب آپ آئیں تو اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔(الصواعق المحرقۃ: ۲۷۲)

ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہما میں محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب شدید علیل ہو گئے تو آپ نے کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر صحابہ سے فرمایا، اے لوگو! میں نے ایک شخص کو تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے کیا تم اس کام سے راضی ہو؟

سب لوگوں نے متفق ہو کر کہا، اے خلیفۂ رسول ﷺ! ہم بالکل راضی ہیں۔اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا، وہ شخص اگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں تو ہم راضی نہیں ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بیشک وہ عمر ہی ہیں۔(تاریخ الخلفاء:۱۵۰،ابن عساکر)

اسی طرح امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دیکر کفن پہنایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میرے نزدیک تم میں سے کوئی شخص مجھے اس (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) سے زیادہ محبوب نہیں کہ میں اس جیسا اعمال نامہ لیکر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں۔(تلخیص الشافی:۲۱۹،مطبوعہ ایران)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات میں کس قدر پیار ومحبت تھی۔ اور فاروقی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب ایک حاسد شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے ان کی خوبیاں بیان کیں پھر پوچھا، یہ باتیں تجھے بری لگیں؟ اس نے کہا، ہاں۔

آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کرے۔ جا دفع ہو اور مجھے نقصان پہنچانے کی جو کوشش کرسکتا ہو کر لے۔(بخاری باب مناقبِ علی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ''قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا''۔اسی بناء پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے انکی صاحبزادی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگ لیا۔اور ان سے آپ کے ایک فرزند زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی قابلِ غور ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ”جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی فراموش نہ کرو“۔(تاریخ الخلفاء:۱۹۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور عظمتِ شیخین:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ایک دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی اور دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھتے تھے۔شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۱۶۸ پر لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدہ فاطمہ کا رشتہ مانگنے کے لیے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے قائل کیا۔اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے لیے ضروری سامان خریدنے کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذمہ داری سونپی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معاملات میں بھی خاص قرب حاصل تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسم اقدس کے پاس کھڑا تھا کہ ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا ساتھ عطا کرے گا کیونکہ میں نے بار ہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ”میں تھا اور ابوبکر وعمر“، ”میں نے یہ کہا اور ابوبکر وعمر نے“، ”میں چلا اور ابوبکر وعمر“، ”میں داخل ہوا اور ابوبکر وعمر“، ”میں نکلا اور ابوبکر وعمر“۔(رضی اللہ عنہما) میں نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔(بخاری کتاب المناقب، مسلم کتاب الفضائل الصحابہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ رسول کریم ﷺ سے خصوصی قرب ومحبت کے باعث سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے دلی محبت رکھتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی تو نے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی''۔ از راہِ کرم آپ مجھے ان ہدایت یاب خلفائے راشدین کے نام بتادیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا،

''وہ میرے دوست ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان میں سے ہر ایک ہدایت کا امام اور شیخ الاسلام تھا۔ رسول کریم ﷺ کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے، جس شخص نے ان کی پیروی کی وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہوگیا''۔ (تاریخ الخلفاء: ۲۶۷)

یہی واقعہ شیعہ حضرات کی کتاب تلخیص الشافی جلد ۳ صفحہ ۲۱۸ پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ بات صحیح روایات سے ثابت اور تواتر سے نقل ہوتی چلی آئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے رفقاء کے سامنے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تعریف وتوصیف کے ساتھ ساتھ ان کی افضلیت کو برملا اور علانیہ بیان کرتے رہے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اَسّی (۸۰) سے زیادہ حضرات سے صحیح سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے اور صحیح بخاری کے حوالے سے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نبی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ترین ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ آپ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر آپ؟ تو آپ نے فرمایا، میں ایک عام مسلمان ہوں۔ (تکمیل الایمان: ۱۶۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہنے والوں کے لیے دُرّوں کی سزا تجویز فرمائی ہے، شیعہ حضرات کی اسماء الرجال کی معتبر کتاب رجال کشی کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ سفیان ثوری، محمد بن سکندر رحمہا اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ وہ فرما رہے تھے، اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص آئے جو مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہو تو میں اس کو ضرور دُرّے لگاؤں گا جو کہ بہتان لگانے والے کی سزا ہے۔

(تکمیل الایمان:۱۶۶، سنن دارقطنی، رجال کشی:۳۳۸ مطبوعہ کربلا)

اسی کتاب میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ موجود ہے کہ ”حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے“۔ (رجال کشی:۳۳۸)

پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں، محبتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہی تقاضا ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجیے (یعنی سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ساری امت سے افضل مانیے) اور اُس کے غضب اور اَسّی کوڑوں کے استحقاق سے بچیے۔ (اعتقاد الاحباب:۵۶)

شیعہ حضرات یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ ”یہ ساری باتیں تقیہ کے طور پر کہی گئی تھیں۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کی تعریف محض جان کے خوف اور دشمنوں کے ڈر سے کیا کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو ان کی جان کو خطرہ تھا مگر دلی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین کے خلاف تھے“۔

شیعوں کے اس بیان میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو شیرِ خدا تھے اور مرکزِ دائرۂ حق تھے، اتنے بزدل، مغلوب اور عاجز ہو گئے تھے کہ وہ حق بیان کرنے سے قاصر رہے اور ساری زندگی خوف و عجز میں گزار دی، پھر اسد اللہ

الغالب کا لقب کیا معنی رکھتا ہے؟'' (تکمیل الایمان: ۱۶۷)

سیدنا علی المرتضیٰ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والے آپ کا یہ ارشاد بھی دل کے کانوں سے سن لیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سب سے بہتر ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بغض کبھی یکجا نہیں ہو سکتے۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۲۲، طبرانی فی الاوسط)

حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہما اور ائمہ اہلبیت:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص میرے والد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا، مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ بتائیں۔ آپ نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق؟ اس نے کہا، آپ اُنہیں صدیق کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا، تجھے تیری ماں روئے! رسول کریم ﷺ، مہاجرین و انصار صحابہ کرام نے ان کا نام صدیق رکھا ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکی بات کو سچا نہ کرے۔ یہاں سے چلا جا اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھ۔

دارقطنی رحمہ اللہ نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار کو ملمع کروانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو ملمع کروایا ہوا تھا۔ میں نے کہا، آپ انہیں صدیق کہتے ہیں؟ فرمایا، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ تعالیٰ دنیا

وآخرت میں اسکی بات کوسچا نہ کرے۔

اسی طرح امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی بیان ہوا ہے کہ جیسے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شفاعت کی امید رکھتا ہوں ویسے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔انہوں نے مجھے دوبار جنا ہے۔(الصواعق المحرقۃ:۷۸،۷۹)

دوبار جننے کا مفہوم یہ ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ اُمِ فروہ کے والد قاسم بن محمد بن ابوبکر اور انکی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا، جو شخص سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بھلائی کے ساتھ نہ یاد کرے، میں اُس شخص سے بالکل بیزار اور الگ ہوں۔(تاریخ الخلفاء:۱۹۷)

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس رافضی آئے اور کہا، آپ حضراتِ شیخین یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری اظہار کریں تو ہم آپ سے بیعت کرلیں گے۔آپ نے انکار کردیا اور فرمایا، خارجیوں نے سب سے اظہارِ بیزاری کیا مگر سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق وہ کچھ نہ کہہ سکے۔جبکہ تم لوگوں نے خوارج سے بھی اوپر چھلانگ لگا کر ان دونوں سے بیزاری کا اظہار کردیا۔اب باقی کون رہا؟ خدا کی قسم! تم نے سب سے بیزاری کا اظہار کردیا ہے۔(الصواعق المحرقۃ:۷۹)

آپ نے یہ بھی فرمایا، میں نہیں جانتا کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے کون بیزاری کا اظہار کرتا ہے؟ خدا کی قسم! سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بیزاری کا اظہار کرنا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیزاری کا اظہار ہے خواہ کوئی پہلے کرے یا بعد میں کرے۔

دارقطنی رحمہ اللہ نے سالم بن ابی حفصہ سے بیان کیا جو کہ شیعہ ہے مگر ثقہ ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں نے امام ابوجعفر محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے حضرات شیخین رضی اللہ

عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو دونوں نے یہ جواب دیا، اے سالم! ان دونوں (یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھ اور ان کے دشمنوں سے اظہارِ بیزاری کر کیونکہ یہ دونوں امامِ ہدایت ہیں۔ (الصواعق المحرقۃ:۸۰)

اسی سے یہ روایت بھی ہے کہ میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، وہ بیمار تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا، ''میں سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے دوستی اور محبت رکھتا ہوں۔ اے اللہ! اگر اس کے سوا میرے دل میں کوئی اور بات ہو تو مجھے قیامت میں رسول کریم ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو''۔ یہ آخری جملہ شیعہ راوی پر اتمامِ حجت کے لیے فرمایا کیونکہ وہ ایسے اقوال سن کر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے تقیہ کیا تھا۔ (ایضاً)

جب امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ایسی باتیں تقیہ کے طور پر کہتے ہیں اور آپ کے دل میں اسکے خلاف باتیں ہیں تو آپ نے فرمایا، خوف زندوں سے ہوا کرتا ہے، قبر والوں سے نہیں ہوتا۔ (تکمیل الایمان:۱۶۸)

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور میرے علم کے مطابق تمام اہلبیت بھی ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں۔ (الصواعق المحرقۃ:۸۱)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک گروہ دیکھا جو خلفائے ثلاثہ کو برا کہنے میں مصروف تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا، کیا تم اولین مہاجرین میں سے ہو جنکے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے؟

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَاناً وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحشر:۸)

جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل اور اسکی رضا چاہتے اور اللہ ورسول کی مدد کرتے، وہی سچے ہیں''۔(کنز الایمان)

انہوں نے کہا، نہیں! ہم وہ لوگ نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا، پھر کیا تم اس آیت کا مصداق ہو (جو انصار کی شان میں نازل ہوئی)؟

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

''اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا، دوست رکھتے ہیں اُنہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے، اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اُس چیز کی جو (مہاجرین کو اموالِ غنیمت) دیے گئے، اور اپنی جانوں پر ان (مہاجرین) کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو، اور جو نفس کے لالچ سے بچایا گیا، تو وہی کامیاب ہیں''۔
(الحشر:۹، کنز الایمان)

انہوں نے جواب دیا نہیں۔ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا، تم نے خود ان دو گروہوں مہاجرین وانصار میں سے نہ ہونے کا اعتراف کرلیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ (الصواعق المحرقۃ:۸۱)

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

وَ لَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ○ (الحشر:۱۰)

''اور وہ جواُن (مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے بعد آئے، عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے''۔(کنزالایمان)

کیونکہ ان آیات میں مومنوں کی تین ہی قسمیں بیان ہوئیں۔ مہاجرین، انصار اور انکے بعد والے جو انکے تابع ہوں اور انکی طرف دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور انکے لیے دعائے مغفرت کریں۔ پس جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے کدورت اور بغض رکھے، رافضی ہو یا خارجی، وہ مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے۔

رب تعالیٰ حق کو سمجھنے کی اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اُنکے اہلبیت اور انکے اصحاب کی سچی محبت اور تعظیم نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علی الہ و اصحابہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم۔

0—0—-0